

حبِ عنید  
از قلم واحبہ فاطمہ  
قسط نمبر 07

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com)

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ



Visit For More Novels : [www.urdunovelbank.com](http://www.urdunovelbank.com) Page 3  
E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp **03061756508**

ویکھ نا پکڑا گیا  
عشق میں جکڑا گیا



میں نے جی بھر کے تجھ کو دیکھ لیا  
تجھے الجھا کے ،،،،،،،، کچھ سوالوں میں  
(وصی شاہ)

وہ گرم چائے گھونٹ گھونٹ پیتا اب پھر محویت سے اسے دیکھے  
گیا۔ اور سوچ رہا تھا۔ وہ اس کی نگاہوں سے انجان تھی یا انجان  
بننے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ راحم کی جانب دیکھتی تھی تو راحم  
کو اس کی نگاہوں کی گہرائیوں سے جھرجھری سی محسوس ہوتی  
تھی۔

مجھے مامی بلا رہیں ہیں،، منیہا نے اپنا مگ سنک میں رکھتے کہا تھا۔  
اور وہاں سے کھسک گئی۔

راحم مسکرایا تھا۔ اسے شاید الہام ہوا تھا کہ اسے مامی نے بلایا تھا۔ وہ مسکراتا اپنے روم میں آیا تھا۔



مرتضیٰ گھر لوٹا تھا۔ تھکے ہارے شکست خوردہ مسافر کی طرح۔



ناصرہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔ مناہل ان کے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھی۔ مناہل کی اسے دیکھ چہرے پر ہوائیاں اڑیں تھیں۔ اور جب اسے لاؤنج میں ہی آتے دیکھا تو وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

مرتضیٰ آکر ان کے قدموں میں بیٹھا تھا۔  
اُمّ سوری امی،، دل ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو چکا تھا۔ ٹھیک سے نارویا تھا نا چین سے سویا تھا۔ اب جبکہ ماں کی آغوش نصیب ہوئی تھی تو اس نے خود کو روکا نہیں تھا۔ وہ ان کی گود میں سر دے کر پاؤں پکڑ کر رو دیا تھا۔



ابھی اس سے معافی بھی تو نہیں مانگ سکتا تھا۔ آخر مانگتا بھی کس منہ سے کہ جو اس نے مناہل کے ساتھ بدسلوکی کی تھی وہ خود سے بھی دہرانا نہیں چاہتا تھا کجا کہ معافی مانگنے پر وہ سب دہراتے وہ اس کی معافی اس کے منہ پر دے مارتی۔

مرتضیٰ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہ کمرہ اسی رات کی بربادی والا منظر پیش کر رہا تھا جیسے وہ اس دن اسے چھوڑ کر گیا تھا۔ پہلے تع اس نے اکثر مناہل کو ہی دیکھا تھا اپنے روم کی صفائی کرتے۔ کہ اگر ملازمہ صفائی کرتی اور اس کی کوئی چھوٹی سی بھی چیز ادھر ادھر ہو جاتی تو وہ ایک ہنگامہ مچا دیتا تھا۔

یقیناً اب مناہلِ پیچھے سے بھی اس کمرے میں نہیں آئی ہوگی۔  
وہ اپنی ہی سوچ پر تلخیہ مسکرایا تھا۔ یقیناً وہ آتی بھی کیوں۔ اس  
کمرے میں کونسا اسے پھولوں کے ہار پہنائے گئے تھے۔ مرتضیٰ  
نے خود ہی سارے روم کی ڈسٹنگ کی تھی۔ بیڈ کا حشر دیکھ اس  
پر عجیب طرح کی وحشت اور بے کلی سی طاری ہو رہی تھی۔  
تبھی اس نے تیزی سے ہاتھ چلائے تھے۔

اس کے بعد تین دن ہو چکے تھے۔ وہ نوٹ کر رہا تھا۔ وہ اس سے چھپ جاتی تھی۔ سامنے نہیں آتی تھی۔ زیادہ تر کوشش کرتی اس کے آنے سے پہلے اپنے سارے کام نمٹا کر ناصرہ بیگم کے کمرے میں گوشہ نشین ہو جائے۔ مرتضیٰ کے روم کی جانب تو وہ بھٹکی بھی نہیں تھی۔ اسے دیکھ کر بری طرح سہم جاتی تھی۔

اور اس کا یہ ڈرنا سہمنا اور احتیاطی تدابیر مرتضیٰ کو اور زیادہ شرمندگی کے گمڑھے میں گاڑھ دیتی تھیں۔



آج سنڈے تھا اور وہ بہت لیٹ سو کر اٹھا تھا۔ جاب کی جانب سے اسے لاہور سے پنڈی براؤنچ شفٹ ہونا تھا اور یہ بات اسے سب کو بتانی تھی۔









تو اور کیا یہاں میری ہزار مائیں ہیں یا بیویاں جو ان میں سے کسی  
ایک کو بلا لوں گا، اس کے سرد سے لہجے پر منہا کی مسکان پل  
بھر میں غائب ہوئی تھی۔

جی بتائیں کیا کام تھا، اس نے انگلیاں چٹختے اب نگاہیں  
جھکا کر کہا تھا۔ راحم کو پھر جھنجھلاہٹ ہوئی۔

ٹھیک،،،،، میں بولوں گا تو ہی تمہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوگا،، نہیں تو نہیں،، منہا میں پوچھتا ہوں تم اتنی لاپرواہ کیوں ہو،،؟ راحم کا تلخ لہجہ منہا کی آنکھیں نم ہوئیں۔

کیا ہوا راحم کیا کیا میں نے،، منہا نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا تھا۔

اچھا بتاؤ چھ ماہ ہو گئے شادی کو کس دن تم نے میرے چھوٹے  
موٹے کام کیے، جیسا کہ کپڑے نکالنا، یا میری چیزیں کپڑے  
جو تے چھوٹی موٹی چیزوں کا خیال رکھنا، اس سے ماما اور بابا کو  
شک نہیں ہوا ہو گا، تماشہ لگانا چاہتی ہے میرا، جانے کس  
چیز کی بھڑاس تھی جو وہ یوں نکالے جا رہا تھا۔





منیہا کے آنسو جب گرنا بند نا ہوئے تو راحم نے بری طرح اپنے لب کاٹے تھے۔ اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ آخر اسے تکلیف کیا ہوئی بیٹھے بٹھائے۔ اسی لئے فوراً اپنی بات سے بھی پلٹ گیا کہ وہ مزاق کر رہا ہے حالانکہ وہ سچ میں غصے سے پاگل ہوا تھا۔ اپنے خود جزبات احساسات اس کہ سمجھ سے بالاتر تھے۔

منیہا فوراً سے پہلے اگر یہ تمہارے آنسو گرنا بند نہیں ہوئے تو میں سچ میں ناراض ہو جاؤں گا، راحم نے کہتے اسے اپنے کشادہ سینے میں بھینچا تھا۔

منیہا اب چپ کرنا ہے کہ نہیں،، راحم نے اس کی کمر پر " گرفت میں سختی لاتے پوچھا۔ اپنی شرٹ بھگوتے اس کے آنسو اب راحم کو تکلیف دے رہے تھے۔ بڑی مشکل سے پھر اس نے اسے چپ کروایا تھا۔ کتنا دل چاہا تھا راحم کا کہ اس کے یہ آنسو اپنے لبوں سے قیمتی موتیوں کی طرح چن لے۔













اس نے بہتیرا نگاہوں کو بھٹکنے سے روکا مگر ایک تو ملکیت کا احساس دوسرا اسے جیسے مرضی چاہے دیکھنے کے حق کا احساس سر چڑھ کر بولا تھا۔ تبھی اب وہ بڑی گہری نگاہ سے فرصت سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

مناہل صوفے پر آڑھی ترچھی لیٹی گہری نیند میں تھی۔ نائٹ ڈریس کے طور پر اپنے چوڑی دار پاجامہ کے اوپر ناصرہ بیگم کا ڈھیلا ڈھالا کرتا پہن رکھا تھا۔ وہ کرتا اتنا ڈھیلا تھا کہ اس میں دو دو مناہل سما سکتیں تھیں۔

بازو کہنیوں کے اوپر تک فولڈ کر رکھے تھے۔ دوپٹہ صوفی کی ٹیک پر جھول رہا تھا۔ خود وہ اس پوزیشن میں لیٹی تھی۔ لباس بکھرا ہوا بے ترتیب سا تھا قمیض ڈھیلی اور بڑی ہونے کی وجہ سے گلا بھی کافی گہرا تھا۔ جس میں سے کندن بدن کے نشیب و فراز اور نزاکت چھلک چھلک کر اپنے آپ کا دعوتِ نظار دے رہے تھے۔

ایک بازو صوفے سے نیچے جھول رہا تھا اور ایک وہ پیٹ پر رکھے ہوئے تھی۔ سر کافی اونچا تھا صبح تک تو نازک وجود اور گردن دونوں اکڑ جاتیں۔

مرتضیٰ نے ایک گہری سانس بھری۔ کرنے کیا آیا تھا اور اب  
دل و جان اس چھوٹی سی جان میں الجھ کر رہ گئے تھے۔ واش  
روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی مطلب ناصرہ بیگم وضو کر  
رہیں تھیں۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب تر چلا آیا۔ تبھی واش  
روم کا دروازہ کھلا اور ناصرہ بیگم باہر نکلیں۔ ایک نظر بیٹے کو دیکھا  
جس کی تمام تر توجہ صوفے میں اٹکی ہوئی تھی۔ وہ بمشکل ہی ان









،، عشاء کی نماز ادا کر کے ادھر بیٹھی تسبیحات پڑھ رہی تھی "۔  
نیند آئی ہوگی تو ادھر ہی سو گئی،، اب میں تو اٹھا کر بیڈ پر  
،، لٹانے سے رہی،، جب تھکے گی تو خود ہی آ جائے گی بیڈ پر

وہ جان بوجھ کر لاپرواہی سے کہتیں ٹانگ کی وجہ سے لاؤنج میں جا  
چکیں تھیں جہاں چئیر پر بیٹھ کر نماز ادا کرتیں تھیں۔

ادھر اس نے گہرا سانس بھرا۔ ایک نظر پھر اس حسن کی دیوی  
کی جانب دیکھا جو اپنے ہوش رہا نرم و گداز سراپے سے بالکل

Visit For More Novels : [www.urduovelbank.com](http://www.urduovelbank.com) Page 36  
E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)





اور اب وہ جس پوزیشن اور جس کنڈیشن میں اس کی جانب پشت  
کیے لیٹی تھی مرتضیٰ کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔ وہ تیزی  
سے اس روم سے باہر نکلا تھا۔

ناصرہ بیگم نماز ادا کر کے کمرے میں داخل ہوئیں تو اسے بیڈ پر  
لیٹے دیکھ بے اختیار مسکرائیں تھیں۔ مگر ابھی اس گدھے نالائق  
کی سزا کب ختم ہوئی تھی۔ جو وہ اب اس پر بھروسہ کرتے  
ہوئے اسے مناہل سونپ دیتیں۔



جاری ہے